در کفِ جامِ شریعت، در کفِ سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ — پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹ پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ سید غلام الحسنین قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۷ جلد نمبر ۷

۱۶ نومبر ۱۹۹۵ء ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲	نعت شریف	سید ضمیر جعفری	۴
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۵
۴	انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مدیر اعلیٰ	۷
۵	تجلیات غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۱۳
۶	غزل	پیرزادہ سید نصیر الدین شاہ صاحب نصیر گیلانی	۱۶
۷	سادات کنونشن۔ ایک جائزہ	سید محمد انور شاہ قادری	۱۷
۸	ایڈز	ڈاکٹر محمد انعام قادری	۲۴
۹	ایک نظر غالب پہ	اکبر خان وسیم	۲۹

شذرہ — مدیر اعلیٰ

اظہارِ تشکر بحضور ساداتِ کرام

ہم اپنے اُن تمام سادات بھائیوں کے صمیم قلب سے مشکور ہیں جنہوں نے جمعیّتِ سادات کی دعوت پر لبیک کہتے ہُوئے اپنی تمام مصروفیات مؤخر فرمائیں اور ۳؍ نومبر ۱۹۹۵ء کو بروز جُمعتہ المبارک اپنے سالانہ کنونشن میں شمولیت کے لیے جوق در جوق نشتر ہال پشاور تشریف لائے۔

ساداتِ کرام کا یہ عدیم المثال اور شاندار اجتماع اس بات کا ثبوت ہے کہ ساداتِ کرام میں ایک مرکز پر مُتحد و متفق ہونے کی تڑپ پائی جاتی ہے اور اُن میں اپنے حقوق کی حفاظت کا احساس اور ذوق و شوق بدرجۂ اتم موجود ہے۔ جس کی اس دور میں اشد ضرورت ہے۔

اس کنونشن میں پشاور شہر اور مضافات کے علاوہ صُوبۂ سرحد کے تمام اضلاع اور خصوصاً دیر سے ساداتِ کرام نے جس اتّفاق و اتّحاد کے ساتھ شمولیّت فرمائی وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ نیز پنجاب، سندھ، بلوچستان اور آزاد کشمیر کے علاوہ، افغانستان، عراق اور ایران کے نمائندہ وفود بھی تشریف لائے تھے جو کہ انتہائی قابلِ قدر و احترام ہیں۔

جمعیّتِ سادات کی مجلسِ شوریٰ، انتظامیہ اور نوجوان سادات بھی مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے شبانہ و روز انتھک محنت، کوشش و سعی کر کے کنونشن کو کامیاب بنایا نیز ہم اُن ساداتِ کرام کے بھی مشکور ہیں جنہوں نے ہر قسم کی مالی قربانی پیش کر کے کنونشن کی کامیابی میں حصّہ لیا۔ علاوہ ازیں مقامی پریس عموماً اور

روزنامہ مشرق پشاور نے خصوصاً جس والہانہ عقیدت و محبّت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ بھی ناقابلِ فراموش ہے۔ آقا سیّد تاج میر شاہ صاحب چیف ایڈیٹر لائق صد تحسین ہیں جنہوں نے اس موقع پر روزنامہ مشرق کا خصوصی ایڈیشن شائع کیا۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ صُوبہ سرحد کے مختلف اضلاع اور دیگر صُوبوں سے تشریف لانے والے حضرات ساداتِ کرام اپنے اپنے علاقے میں سادات کی ممبر سازی کر کے جمعیّتِ سادات کے دستور العمل کے مطابق مقامی تنظیمیں قائم فرما کر مرکزی جمعیّتِ سادات کے ساتھ رابطہ کریں گے۔

جمعیّتِ سادات کی طرف سے پندرہ روزہ الحسن بھی تمام گرامی قدر و منزلت ساداتِ کرام کی تشریف آوری پر ان کا دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ خصُوصاً سیّد نوید قمر صاحب ممبر قومی اسمبلی و چیئرمین نجکاری کمیشن پاکستان سینیٹر سیّد شہزادگل بادشاہ صاحب (مردان) سیّد عباس شاہ صاحب ممبر قومی اسمبلی (بنّوں) سیّد افتخار حُسین گیلانی ممبر قومی اسمبلی (کوہاٹ) آغا سیّد ظفر علی شاہ صاحب ممبر قومی اسمبلی (پشاور) آقا سیّد لیاقت علی شاہ صاحب کنوینر جمعیّتِ سادات سیّد مُرید کاظم صاحب وزیر مال سجادہ نشین بلوٹ شریف اور سیّد قمر عباس صاحب وزیر جیلخانہ جات صوبہ سرحد و دیگر تمام مقررین کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس دن اپنی تقاریر سے سادات کو مستفید فرمایا۔

قارئین کرام توجہ فرمائیں

جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم وہ نئے سال کے لیے چندہ درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں تاکہ انہیں رسالے کی ترسیل جاری رکھی جا سکے۔ منتظم اعلیٰ پندرہ روزہ الحسن یکہ توت پشاور

نعت شریف

از سید ضمیر جعفری

دلِ و جاں کی آسودگی نام تیرا
سخی نام تیرا، غنی نام تیرا
تمدّن کو شائستگی تُو نے بخشی
محبّت، کرم، دوستی نام تیرا
شبِ زندگی کو سحر کرنے والے
ہر اِک دَور کی روشنی نام تیرا
عدالت، امانت، دیانت میں یکتا
حیات، آشتی، راستی نام تیرا
اسی سے فروزاں خیالوں کے رستے
خبر، آگہی، زندگی نام تیرا
صغیروں کے حق میں، نمو کی ضمانت
ضعیفوں کی قدر آوری نام تیرا
ہمیشہ رہے لب پہ یہ نام شیریں
نبی یا نبی، یا نبی نام تیرا
(صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم)

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

از مدیر اعلیٰ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ
یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ
بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْا
اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ ط
ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ
فَتَابَ عَلَیْکُمْ ط اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ
الرَّحِیْمُ ﴿۵۴﴾

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا اے میری قوم! بے شک تم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی کہ بچھڑے کو معبود بنالیا پس اپنے پیدا کرنے والے کی طرف لوٹ آؤ سو قتل کرو اپنی جانوں کو تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک ایسا کرنا تمہارے لیے بہت بہتر ہے پس اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ اُن پر رجوع فرمایا، بے شک وہ اللہ جل جلالہ، بہت ہی رحمت کے ساتھ رجوع فرمانے والا بہت ہی مہربان ہے۔

لغت: - بَارِئِکُمْ : تمہارا پیدا کرنے والا، بارئ، واحد مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے اور یہ بَرْءٌ سے مشتق ہے جس کے معنی بنانے، پیدا کرنے کے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے۔ صاحب تفسیر مظہری نے بارئکم کے معنی یہ لکھے ہیں "ای من خلقکم بریئا من التفاوت و میز بعضکم عن بعض بصور و ھیات مختلفۃ" - (یعنی اس ذات کی طرف رجوع کرو جس نے تمہیں اعتدال پر بغیر کسی

طرح کے نقص کے پیدا فرمایا اور ہر ایک کی شکل وصورت کو جدا اور متمیز بنایا)

تفسیر:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ نے اس آیۂ کریمہ میں بھی بنی اسرائیل کو اپنا وہ احسانِ عظیم یاد دلایا جو کہ اس قوم کی اُس نافرمانی پر جو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد بچھڑے کو معبود بنانے کے سلسلے میں کیا تھا۔ اور فرمایا کہ تمہاری توبہ میں نے قبول کی تھی۔ اور رحمت کے ساتھ میں نے تم پر رجوع فرما کر تمہیں بخش دیا چاہیئے تو یہ کہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو مانتے ہوئے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آتے اور قرآن مجید کو بطورِ وحی الٰہی کے قبول کر لیتے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے اپنی اُسی ضد، عناد اور ہٹ دھرمی کی بناء پر اس ہدایت کے راستے کو قبول نہ کیا حالانکہ اگر وہ اسے قبول کر لیتے تو ان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات وانعامات کے دروازے کھل جائیں گے۔

(بقیہ: ایک نظر غالب پر)

تہذیب کے علمبردار تھی، ان کی شاعری شخصیت کے ان ہی پہلوؤں کی ایک نہایت ہی حسین اور دلآویز تصویر ہے۔ غرض غالب کی شاعری ایک آئینہ ہے جس میں فرد اپنی اور ارد گرد کی تصویر دیکھ سکتا ہے غالب کی شاعری میں بے پناہ صفتیں پائی جاتی ہیں۔

گذشتہ سے پیوستہ

انوارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مدیرِ اعلیٰ

حدیث نمبر ۲۵

اخبرنی الفضل[1] بن سہل قال حدثنا عفان[2] بن مسلم قال حدثنا ابوعوانة[3] عن عثمان[4] بن المغیرة عن ابی صادق[5] عن ربیعة[6] بن ناجد انّ رجلاً قال لعلیّ بن ابی طالب یا امیرالمؤمنین لم ورثت ابن عمک دون عمک قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم او قال دعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنی عبد المطلب فصنع لھم مدّاً من طعام قال فاکلوا حتّٰی شبعوا وبقی الطعام کما ھو کانہ لم یمس ثم دعا بغمرة فشربوا حتّٰی رووا وبقی الشراب کانّہ لم یمسّ اولم یشرب فقال یا بنی عبد المطلب انّی بعثت الیکم خاصةً والی الناس عامةً وقد رایتم من ھذہ الامة ما قد رایتم فایکم یبایعنی علیٰ ان یکون اخی وصاحبی ووارثی ووزیری فلم یقم الیہ احد فقمت الیہ وکنت اصغر القوم سنًّا فقال اجلس قال ثلث مراتٍ کلّ ذالک اقوم الیہ فیقول اجلس حتّٰی کان فی الثالثة فضرب بیدہٖ علیٰ یدی ثم قال انت

أَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَوَزِيْرِيْ فَبِذٰلِكَ وَرِثْتُ اِبْنَ عَمِّيْ دُوْنَ عَمِّيْ -

ترجمہ ربیعہ بن ناجد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب سے کہا اے امیر المؤمنین! تو اپنے چچا کے بیٹے کا کیسے وارث بنا، بجائے اپنے چچا۔ (امیر المؤمنین) نے فرمایا، اکٹھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے، یا بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبد المطلب کی ساری اولاد کو۔ پس اُن سب کے لیے ایک مُدّ طعام کا کھانا تیار کیا۔ فرماتے ہیں سب نے خوب تنکم سیر ہو کر کھایا اور کھانا اتنا ہی باقی موجود تھا جتنا پکایا گیا تھا۔ گویا کہ اُسے چُھوا تک نہیں گیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پانی کا پیالا منگوایا پس ساری قوم نے اس سے پانی پیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہو گئے اور پانی اتنا ہی (موجود تھا جتنا پہلے اس پیالہ میں تھا گویا کہ اسے چھوا تک نہیں گیا یا کسی نے پیا ہی نہیں۔ تو ارشاد فرمایا اے عبد المطلب کی اولاد تمہاری طرف خاص طور پر اور لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں اور تم نے اس اُمّت سے جو دیکھنا تھا تحقیق وہ دیکھا پس تم میں سے کون میری بیعت کرتا ہے کہ میرا بھائی، میرا صاحب، میرا وارث اور میرا وزیر بن جائے۔ کوئی ایک بھی اُن کی طرف نہ اُٹھا۔ پس میں اُن کی طرف آگے بڑھا، حالانکہ میں ان لوگوں میں سب سے کم عُمر تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے علی بیٹھ جا۔ تین بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ کلمات فرمائے۔ میں ہر بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت پر کھڑا ہوتا تھا۔ سو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے کہ بیٹھ جا۔ یہاں تک کہ جب تیسری بار ہوئی تو پھر اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھ پر رکھا۔ پھر ارشاد فرمایا تو میرا بھائی ہے اور میرا صاحب ہے اور میرا وزیر ہے پس اسی

واسطے سے میں اپنے چچّا کے بیٹے کا وارث ہُوا سوائے اپنے چچّا کے۔

حلِ لغت مُدّ: چوتھا صاع، پیمانہ ہوتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مُدّ دو رطل کا ہوتا ہے تو صاع کے آٹھ رطل ہوئے، ہمارے ہاں مُد بقدرِ دس چھٹانک کے ہے۔ شَبِعُوا: خُوب شکم سیر ہو گئے۔ شَبَعٌ مصدر ہے۔ شکم سیر ہونا۔ پیٹ بھرا ہونا۔ اَلْغُمَرُ: چھوٹا پیالہ غمار اور اغمار جمع ہے۔ (مصباح اللغات ص ۵۹۵) الرَّیِّ مصدر ہے جبکہ قرینہ شرب (پینا) ہو تو معنی ہے پُوری سیرابی۔

تشریح ارشاد ہے "اے امیر المؤمنین! تو اپنے چچّا کے بیٹے کا کیسے وارث بنا بجائے اپنے چچّا کے"۔ یعنی چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ اپنے چچّا کے وارث بنتے مگر بجائے اس کے کہ آپ اپنے چچّا کے بیٹے یعنی حضور سرورِ عالم و عالمیان جنابِ احمد مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے کس طرح وارث بن گئے ہیں۔ ارشاد ہے "اکٹھا کیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے یا بُلایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے عبد المطلب کی ساری اولاد کو" یعنی یہ راوی کا شک ہے کہ یہ فرمایا کہ اکٹھا کیا یا یہ فرمایا کہ بُلایا۔ بہر حال معنی ایک ہی ہے کہ عبد المطلب کی ساری اولاد کو توحید و رسالت کی دعوت سُننے کے لیے ایک مقام پر بُلایا، جمع کیا اور اکٹھا کیا۔ ارشاد ہے "ان سب کے لیے ایک مُد طعام کا کھانا تیار کیا"۔ یعنی تمام بنی عبد المطلب کی دعوت صرف دس چھٹانک طعام سے فرمائی۔ ارشاد ہے "اور پانی اتنا ہی باقی (موجود) تھا جتنا پہلے اس پیالہ میں تھا گویا کہ اسے چھوا تک نہیں گیا۔ یا کسی نے پیا ہی نہیں"۔ یعنی حضورِ پاک، صاحب لولاک آیات

وصاحبِ معجزاتِ عظیم جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا کتنا عظیم بنی عبد المطلب کے لیے ظاہر و باہر معجزہ تھا کہ اتنا مختصر سا اور قلیل، کھانا تمام بنی عبد المطلب نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور پانی سیراب ہو کر پیا۔ اور پھر بھی بفضلہٖ تعالیٰ کھانا اور پانی کم نہ ہوا۔ ان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بزرگی، شرافت اور عظمت پر یہی دلیل کافی تھی جب وہ کھانے پینے سے فارغ ہو گئے۔ ارشاد ہے "اے عبد المطلب کی اولاد تمہاری طرف خاص طور پر اور لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں"۔ یعنی تمہیں خصوصی دعوتِ اسلام دے رہا ہوں چونکہ تم رشتہ میں میرے انتہائی قریب ہو اور میری اس گذری ہوئی چالیس سالہ گھریلو زندگی سے خوب اچھی طرح واقف ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ کبھی بھی ناشائستہ بات تک نہیں کی۔ کسی کے ساتھ کبھی بھی جھوٹا وعدہ نہیں کیا۔ کسی کو کسی وقت بھی دھوکا نہیں دیا۔ کسی شخص کی امانت میں کبھی خیانت نہیں کی۔ ہر ایک کے حقوق کی پاسداری کی ہے اور تم ان سب باتوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہو اور واقف ہو کیونکہ تم لوگ میرے انتہائی قریبی رشتہ دار اور عزیز ہو لہٰذا میں تمہیں خصوصی طور پر توحیدِ الٰہی اور اپنی نبوّت کی دعوت دیتا ہوں اسے قبول کرو اور دینِ اسلام کے غلبہ کا باعث بنو۔ ارشاد ہے "اور تم نے اس اُمّت سے جو دیکھنا تھا تحقیق وہ دیکھ لیا"۔ یعنی مکّہ مکرّمہ کے رہنے والے بجائے دعوتِ اسلام کے قبول کرنے کے مظالم پر اُتر آئے ہیں اور ہر قسم کی تکلیف دینے سے گریز نہیں کرتے۔ ارشاد ہے "کوئی ایک بھی ان کی طرف نہ اُٹھا"۔ یعنی عبد المطلب کی اولاد سے کسی ایک نے بھی قبولِ اسلام

کے لیے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف قدم نہ بڑھائے۔ ارشاد ہے "پس میں ان کی طرف آگے بڑھا حالانکہ میں ان لوگوں میں سب سے کم عمر تھا" یعنی جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں بیعت کے لیے آگے بڑھا باوجود اس کے کہ اس مجلس میں میں ان سب سے کم عمر تھا۔ ارشاد ہے "میں ہر بار آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت پر کھڑا ہوتا تھا" یعنی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بیعت کے لیے آگے بڑھتا تھا۔ ارشاد ہے "پھر اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھ پر رکھا" یعنی مجھے اپنے دستِ مبارک پر بیعت فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا "تو میرا بھائی ہے اور میرا صاحب ہے اور میرا وزیر ہے" اس حدیث میں صرف یہ تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ مگر اسی حدیث میں جو کہ مصر کی مطبوعہ ہے اس میں اَنْتَ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ وَوَارِثِیْ وَوَزِیْرِیْ کے الفاظ موجود ہیں۔ نیز مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۰۲، الریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۸ پر بھی یہی الفاظ ہیں۔ "پس اسی واسطے سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا یعنی محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا وارث ہوا سوائے اپنے چچا کے۔"

اسماء الرجال حدیث ۲/۶۵ ۶۵-۱: فضل بن سہل: فضل بن سہل بن ابراہیم الاعرج البغدادی ہے۔ اصل میں خراسان کا رہنے والا تھا، صدوق ہے۔ طبقہ الحادیہ عشرۃ سے ہے ۲۵۵ ہجری میں وفات پائی۔ (التقریب صفحہ ۲۷۵)

۶۵-۲: عفان بن مسلم: عفان بن مسلم بن عبد اللہ الباہلی ہے۔ ابو عثمان کنیت ہے، ثقہ اور ثبت ہے ابن المدائنی نے کہا کہ اگر اسے حدیث کے کسی حرف میں شک پڑ جاتا تو اسے ترک کر دیتا۔ رُبما

وھم طبقۃ العاشرہ کے کبار سے ہے۔ ۲۱۹ھ ہجری میں وفات پائی۔ (التقریب ص۲۴)

۶۵-۳: ابوعوانۃ (الوضاح) ملاحظہ کیجئے اسماء الرجال حدیث ۲۳-۳

۶۵-۴: عثمان بن المغیرہ: عثمان بن المغیرہ الثقفی مولاھم ابوالمغیرۃ الکوفی الاعشی ہے۔ ثقہ ہے طبقۃ السادستہ سے ہے۔ (التقریب ص۲۳۶)

۶۵-۵: ابی صادق: اس کا نام مسلم بن یزید اور بعض کے نزدیک عبداللہ بن ناجد ہے یہ اپنی کنیت ابوصادق سے معروف ہے۔ یہ ربیعہ بن ناجد، مخنف بن سُلیم، عبدالرحمٰن بن یزید النخعی وغیرہ سے روایت کرتا ہے۔ اور اس سے سلمۃ بن کہیل، عثمان بن المغیرہ اور شعیب بن الحجاب وغیرھم روایت کرتے ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا ثقہ ہے۔ ابن حبّان نے اسے اپنی ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے اسے حدیث المستقیم کہا ہے۔ ابن سعد نے کہا وکان ورعا مسلماً قلیل الحدیث یتکلمون فیہ (تہذیب ج ۱۲ ص۱۳۰)

۶۵-۶: ربیعہ بن ناجد: ربیعہ بن ناجد الازدی الکوفی ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ ابی صادق کا بھائی ہے جو اس سے روایت کرتا ہے۔ ثقہ ہے طبقۃ الثانیہ سے ہے۔ (التقریب ص۱۰۲)

یہ حضرت علی، ابن مسعودؓ، عبادہ بن صامت سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابی صادق روایت کرتا ہے۔ (تہذیب ج ۳ ص۲۶۳)

(جاری ہے)

قسط نمبر ۴

تجلیاتِ غوثیہ

از مدیر اعلیٰ

اور یہ دونوں دُعاہائے قنوت وِتروں میں پڑھنی چاہیئے (جو یہ ہیں)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ
عَلَیْکَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ
وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ
وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَ نَخْشٰی
عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

دُوسری دعاء یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ
وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْنِیْ فِیْمَنْ اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ
شَرَّمَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ
مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ
اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اور یہ دُعاء آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جناب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمائی تھی کہ اسے وِتروں میں پڑھا کریں اور وِتر کے بعد سورہ مُلک (تَبَارَکَ الَّذِیْ) اور سورہ سجدہ پڑھا کریں۔ کیونکہ ان کا پڑھنا مسنون ہے اور ان کا بہت بڑا ثواب ہے۔ اگر وہ سورتیں پڑھی جائیں جو تسبیحات[1] سے شروع ہوتی

---

[1] تسبیحات والی سورتیں یہ ہیں۔ سورۃ حدید، سورۃ حشر، سورۃ صف، سورۃ جمعہ اور سورۃ تغابن۔

ہیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اور سونے کے وقت یہ دعاء ماثورہ پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ خَلْقِ كُلِّ شَيْءٍ وَخَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اَقْضِ عَنِ الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ ط

نیز یہ دعا بھی پڑھیے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ وَالْحَاجَاتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ وَرَغْبَةً اِلَيْكَ لَامَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ عَلٰى نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ

اور وضوء کرکے سوئے بلکہ نہایت ہی ضروری ہے کہ ہر وقت اور ہمیشہ باوضو رہے فضول اور بے فائدہ کام ترک کرے اور جب بھی کسی (دنیے) کام کا ارادہ کرے تو اس سے پہلے نماز استخارہ اور دعائے استخارہ پڑھ لیا کرے کیونکہ یہ احادیث میں آیا ہے۔ استخارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تازہ وضو کرے پھر دو رکعت نماز استخارہ اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قل یایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ط

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ

وَمُعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلَ اَمْرِیْ اَوْ اٰجِلِهٖ فَیَسِّرْهُ
لِیْ وَبَارِکْ لِیْ لِیْ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ
فِیْ دِیْنِیْ وَمُعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلُ اَمْرِیْ اَوْ اٰجِلِهٖ
فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ وَقَدِّرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ
اَخْتِنِیْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

بقیه : ایڈز

ــــ جسم میں قوتِ مدافعت بڑھانے کی دوائی۔

ــــ ایڈز کے وائرس کی خاص دوائی جو ایڈز سینٹر یا ہسپتال میں داخل مریض استعمال کر سکتے ہیں۔ کچھ دوائیاں استعمال کی جا رہی ہیں اور انشاءاللہ وقت آنے پر ایڈز کا علاج ممکن ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعاء ہے کہ ہم سب مسلمان بہن بھائیوں کو ایڈز اور اس جیسی ہر قسم کی بیماریوں سے ہمیں اور آنے والی نسلوں کو محفوظ رکھے۔

آمین ثم آمین

غزل

حضرت علامہ سید نصیر الدین شاہ صاحب نصیرؔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

لاکھ ڈھونڈا مگر نہیں ملتا
کوئی بھی ہم سفر نہیں ملتا

ہو نظر تو کدھر نہیں ملتا
وہ کہاں جلوہ گر نہیں ملتا

وہ بڑا بدنصیب ہے جس کو
آپ کا سنگِ در نہیں ملتا

ہم بھی اُس سے کبھی نہیں ملتے
ہم سے کوئی اگر نہیں ملتا

کھو گیا ہے جو راہِ اُلفت میں
وہ کہیں عُمر بھر نہیں ملتا

گھر سے نکلے تو وہ نہ آیا ہاتھ
اب جو پلٹے تو گھر نہیں ملتا

عشق میں ترکِ جستجو ہے حرام
نہ ملے وُہ اگر نہیں ملتا

ہائے مُرغِ چمن کی تاراجی
دُور تک کوئی پَر نہیں ملتا

اُس کو چل پھر کے ڈھونڈنے والو
وہ سرِ رہگزر نہیں ملتا

کس سے اسرارِ معرفت کہئیے
کوئی بالغ نظر نہیں ملتا

جستجو ہو اگر ٹھکانے کی
کون کہتا ہے گھر نہیں ملتا

جلوۂ ذات سے جو خالی ہو
کوئی ایسا بشر نہیں ملتا

غم کی برسات میں سُنا ہے نصیرؔ
چاکِ زخمِ جگر نہیں ملتا

ساداتِ کنونشن ۱۹۹۵ء ــــ ایک جائزہ

سیّد محمد انور شاہ قادری، لائبریرین ایجوکیشن کالج گلبہار پشاور

جمعیّتِ سادات صُوبہ سرحد کا دُوسرا عظیم الشان سالانہ کنونشن ۳ نومبر ۱۹۹۵ء

۹ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ ہجری بروز جُمعۃ المبارک نشتر ہال پشاور میں جمعیّتِ سادات

کے سرپرستِ اعلیٰ بقیّۃ السلف حُجّۃ الخلف حضرت علاّمہ سیّد محمّد امیر شاہ صاحب قادری

گیلانی المعروف "حضُور مولوی جی صاحب" مدظلہ العالیٰ کی صدارت میں مُنعقد ہُوا جس میں

پاکستان بھر سے ڈیڑھ ہزار نمائندہ سادات کرام نے شمولیت فرمائی۔ سندھ سے سیّد

نوید قمر صاحب ممبر قومی اسمبلی و چیئرمین نجکاری کمیشن پاکستان بطورِ مہمانِ خصُوصی

تشریف لائے تھے۔

کنونشن کی کارروائی صُبح دس بجے قرآنِ مجید فرقانِ حمید سے شروع ہوئی، ڈیرہ اسمٰعیل

خان کے پیرِ طریقت سیّد انور شاہ صاحب سجادہ نشین سدرہ شریف نے تلاوت فرمائی۔

سیّد طوغان شاہ صاحب نے پیارے محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حضور گلہائے عقیدت

پیش فرمائے۔ جبکہ سیّد ظفر علی شاہ صاحب ممبر قومی اسمبلی و ممبر مجلسِ شوریٰ جمعیّتِ سادات

نے سپاسنامہ پڑھا اور سیّد لیاقت علی شاہ صاحب گیلانی مرکزی کنوینر جمعیّتِ سادات

نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ پروفیسر سیّد اشرف علی شاہ بخاری نے مقامِ اہلِ بیت پر

روشنی ڈالی۔ مخدوم زادہ سیّد مرید کاظم وزیرِ مال و ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن صُوبہ سرحد نے

جمعیّتِ سادات کا دائرہ کار دُوسرے صُوبوں تک بڑھانے اور سادات کے شجرے

اکٹھے کرنے کی تجویز دی، بنّوں کے سیّد عبّاس شاہ ممبر قومی اسمبلی نے سادات کو مساجد

آباد کرنے اور منبر و محراب کی زینت بننے کی تلقین کی۔ سینیٹر شہزادگل بادشاہ صاحب

(مردان) نے سادات کو اپنا ورثہ یعنی علم قرآن و حدیث حاصل کرنے پر زور دیا۔ کوہاٹ کے سیّد افتخار حسین صاحب گیلانی ممبر قومی اسمبلی نے سادات کو سیرت و کردار سنوارنے اور اپنا مقام پہچاننے کی ترغیب دلائی اور جمعیّتِ سادات کو اتّحادِ بین المسلمین کا پیش خیمہ قرار دیا۔ سیّد دلاور جان صاحب سرپرستِ جمعیّتِ سادات دیر، پیر سیّد تنویر الحسن گیلانی ممبر مجلسِ شوریٰ جمعیّتِ ساداتِ صوبہ سرحد، سیّد حسین اصغر دہنگو صاحب نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مہمانِ خصوصی جناب سیّد نوید قمر صاحب نے اپنے خطاب میں ملک سے فرقہ واریت کے خاتمے اور ہر قسم کے نسلی، لسانی و گروہی تعصّبات کو ختم کرنے کے لیے جمعیّتِ سادات کو بہترین پلیٹ فارم قرار دیا اور اس کے فلاحی و تعلیمی منصوبوں اور اتحادِ سادات کے لیے کی جانے والی کوششوں کو سراہتے ہوئے ساداتِ پشاور کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

آخر میں جمعیّتِ سادات کے سرپرستِ اعلیٰ حضور مولوی جی صاحب صدارتی خطبے کے لیے اپنی نشست سے اُٹھے تو ہال میں موجود تمام ساداتِ کرام نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا، آنجناب نے اپنے مختصر خطاب میں مہمانِ خصوصی، جمعیّتِ سادات کی مجلسِ شوریٰ کے اراکین، کنونشن میں تشریف لانے اور تعاون کرنے والے جملہ ساداتِ کرام، الیکٹرانک میڈیا خصوصاً ریڈیو پاکستان کے سیّد حمید اصغر صاحب سٹیشن ڈائرکٹر پشاور، تمام سرکاری اداروں اور پریس خصوصاً روزنامہ مشرق پشاور کے چیف ایڈیٹر سیّد تاج میر شاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا اور ساداتِ کرام کو نصیحت فرمائی کہ بیواؤں، یتیموں اور غریب و مسکین سیّد بھائیوں کی ہر ممکن امداد فرمائیں اور انہیں کبھی بھی فراموش نہ کریں ـــــ اجلاس کے دوران وقفے وقفے سے مدحت سرائی کا سلسلہ بھی جاری رہا جس سے ہال میں نورانیت و روحانیت سایہ فگن رہی۔ پاکستان کے معروف نعت خوان

سیّد فصیح الدّین سہروردی (کراچی) نے اپنی درد بھری آواز میں آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور گلہائے عقیدت پیش کیئے۔ تو عشقِ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خوشبو سے حاضرین کی مشام جاں مہک اُٹھی، سب کے سر جھک گئے اور آنکھیں نمناک ہوگئیں۔ سیّد قیصر عباس اور سیّد طاہر علاؤالدّین صاحب گیلانی نے حیدرِ کرّار، شیرِ خدا جنابِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہُ الکریم کے حضور ھدیۂ منقبت پیش کیا۔ دیر کے ایک نوجوان سیّد عابد جان صاحب نے اپنا منظوم پشتو کلام سُنایا جس میں ساداتِ کرام سے اِستدعاء کی گئی ہے کہ وہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، خاتونِ جنّت سیّدۃ النساء اور حسنین کریمین سلام اللہ علیہم و رضی اللہ عنہم اجمعین کے نامِ اقدس پر متّحد ہو جائیں۔

سیّد قمر عباس صاحب بخاری وزیرِ جیل خانہ جات صوبہ سرحد سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے انہوں نے بڑے پُرجوش اشعار سُنائے اور صدرِ پاکستان جناب فاروق احمد خان صاحب لغاری، چیئرمین سنیٹ وسیم سجاد، گورنر سرحد خورشید علی خان صاحب، وزیرِ اعلیٰ سرحد جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ اور سپیکر قومی اسمبلی سیّد یوسف رضا گیلانی کے پیغامات پڑھ کر سُنائے جو کنونشن کے موقع پر جمعیّت سادات کے نام جاری کئے گئے تھے۔ یہ ۳ نومبر سنہ ۱۹۹۵ء کے روزنامہ مشرق پشاور کی خصوصی اشاعت میں شائع ہو چکے ہیں۔ قمر عباس صاحب کنونشن میں تشریف لانے والے وفود کی آمد کا بھی اعلان کرتے رہے جس سے حاضرین کو یہ معلوم ہوتا رہا کہ کہاں کہاں سے ساداتِ کرام تشریف لائے ہیں نیز ساداتِ پشاور وقتاً فوقتاً باہر سے تشریف لانے والے ان مہمانوں کے لیے اپنی نشستیں خالی کر کے خود سیڑھیوں پر بیٹھتے چلے گئے۔

اس موقع پر میٹرک کے امتحان میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے طلباء و طالبات

کو بھی انعامات دیئے گئے۔ سیّد رضاء الحسن پسرِ سیّد بشیر حسین شاہ نے ۵۹ ۷ نمبر لے کر پہلی پوزیشن حاصل کی اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ سیّدہ وجیہہ دُختر سید مقبول حسین شاہ ۷۴۳ نمبر لے کر دوم آئیں اور سلور میڈل و مبلغ /-۲۰۰۰ روپے انعام حاصل کیا۔ نقد انعام انہوں نے سادات ماڈل سکول کے لیے عطیہ کر دیا جبکہ سیّدہ فرحت دُخترِ پروفیسر سیّد مرتضیٰ شاہ ۷۲۱ نمبر لے کر سوم آئیں جنہیں سرٹیفکیٹ اور ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا گیا۔

مہمان خصوصی کو جمعیّتِ سادات کی طرف سے شیلڈ دی گئی علاوہ ازیں سیّد لیاقت علی شاہ صاحب گیلانی مرکزی کنوینر، سیّد شبیر احمد شاہ ممبر مجلس شوریٰ، سیّد ظفر علی شاہ صاحب ممبر مجلسِ شوریٰ، سیّد تاج میر شاہ صاحب ممبر مجلس شوریٰ سیّد قمر عباس صاحب بخاری ممبر مجلس شوریٰ کو بھی شیلڈ کے تحائف دیئے گئے۔

اجلاس کے اختتام پر جمعیّت سادات کے منصوبوں کی کامیابی، سادات کے اتحاد و اتفاق اور پاکستان کے استحکام کے لیے دُعا کی گئی اور تمام سادات نے نمازِ جُمعہ سیّد امیر علی شاہ صاحب کاظمی خطیب ہزارہ کی اقتداء میں ادا کی۔ بعد ازاں تمام سادات نے ظہرانے میں شرکت کی اور کھانے کے دوران و بعد میں بھی آپس میں تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ اِس بار کنونشن کی دُوسری نشست کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا تاکہ سادات کرام کو آپس میں مل بیٹھ کر ایک دُوسرے کے افکار و خیالات سے آگاہی حاصل کرنے کا موقع مِل سکے۔

کنونشن میں پشاور شہر، صدر، یونیورسٹی ٹاؤن، حیات آباد اور مضافاتِ پشاور یعنی ودڈپگہ، رانوگڑھی، ہرگونی، بُڈھنی، تہ ناب فارم، اکبر پورہ، سردار گڑھی، موسیٰ زئی، سنگو، سفید ڈھیری اور موضع گُلگڑاں کے علاوہ شبقدر، چارسدہ، نوشہرہ، مردان، ملاکنڈ ایجنسی، باجوڑ ایجنسی، دیر، بُنیر، سوات، ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، کوہاٹ،

بنوں، ٹانک، ڈیرہ اسمٰعیل خان اور کرم ایجنسی سے کثیر تعداد میں صوبہ سرحد کے ساداتِ کرام موجود تھے جبکہ اٹک، اسلام آباد، راولپنڈی، چکوال، گوجرخان، لاہور اور ملتان سے پنجاب کے ساداتِ کرام کے علاوہ صوبہ بلوچستان، سندھ اور آزاد کشمیر کے نمائندہ ساداتِ کرام بھی تشریف لائے۔ عراق، ایران اور افغانستان کے وفود کی شمولیت سے یہ ایک بار پھر بین الاقوامی کنونشن کی صورت اختیار کر گیا۔

اس موقع پر جمعیت سادات نے جس اعلیٰ پیمانے پر انتظامات کر رکھے تھے اس کے لیے وہ خراجِ تحسین کی مستحق ہے۔ حضرات ساداتِ کرام نے ہال کے اندر نمازِ جمعہ اور ظہر ادا کرنے کے دوران جس نظم و ضبط اور اخلاق و شائستگی کا مظاہرہ کیا وہ بھی قابلِ داد ہے۔ جمعیت سادات کی استقبالیہ کمیٹی کے اراکین باہر لان میں صبح سے ہی موجود تھے۔ جبکہ نوجوانوں نے کاؤنٹر سنبھال رکھے تھے۔ جہاں رجسٹریشن کے علاوہ جمعیتِ سادات کا لٹریچر بھی ساداتِ کرام کے استفادے کے لئے موجود تھا جو دستور العمل، ڈائرکٹری، روزنامہ مشرق کی خصوصی اشاعت اور بیجز پر مشتمل تھا۔ سیّد مہدی الحسنین صاحب بخاری اپنے کمپیوٹر اور الحسن کمپیوٹر اکیڈمی کے عملے کے ساتھ کاؤنٹر پر موجود تھے۔ آپ نے سادات کا مکمل ریکارڈ رکھنے کے لیے بڑی محنت سے "سادات انفارمیشن سسٹم" کے نام سے ایک کمپیوٹر پروگرام تیار کیا ہے۔ اس کے ابتدائی مرحلے میں نام، ولدیت، شناختی کارڈ نمبر، موجودہ پتہ، مستقل پتہ، فون نمبر اور پیشہ کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لیے ایک ایک فارم ہر سیّد کو دیا جاتا رہا۔ جسے کمپیوٹر پر محفوظ کیا جاتا رہا۔

نشترہال کے اندر اور باہر سیکیورٹی کا انتظام پشاور شہر اور دیگر کے سادات نوجوانوں کے سپرد کیا گیا تھا۔ الیف۔ آئی ۔ جلے کے انسپکٹر سیّد جعفر شاہ صاحب چیف

سیکیورٹی آفیسر تھے جبکہ سیّد احمد محی الدّین قادری گیلانی ان کے ہمراہ ڈپٹی سیکیورٹی آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے ان دونوں کی معیّت میں سادات نوجوانوں نے بڑی مہارت اور ذہانت سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ ایک مرتبہ جب چند غیر متعلقہ افراد نے ہال میں گھسنے کی کوشش کی تو مین گیٹ پر متعیّن سیّد فرید اللہ شاہ صاحب بخاری نے انھیں پہچان کر باہر بھیج دیا۔

اِس دُوسرے سالانہ کنونشن کی تیاری گذشتہ دو ماہ سے جاری تھی اِس عرصے میں ہر ہفتے پیر کے دِن مرکزی دفتر آستانۂ عالیہ قادریّہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں مجلسِ شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوتا جس میں غور و خوض کے بعد تمام فیصلے متفقہ طور پر کیئے جاتے اور پھر اُن فیصلوں کی روشنی میں کنونشن کا اہتمام کیا گیا۔

کنونشن کے لئے فنڈز جمع کرنے کے لیے ایک مالیاتی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کے چیئرمین سیّد پیر بادشاہ صاحب گیلانی ریٹائرڈ بریگیڈیر و سابق میئر میونسپل کارپوریشن کراچی تھے۔ آپ نے صاحبِ ثروت حضرات سے رابطہ کر کے عطیات جمع کیئے نیز جنرل باڈی کی ماہانہ میٹنگ میں بھی ساداتِ کرام سے چندہ جمع کیا جاتا رہا اور اس طرح تمام اخراجات سادات کرام نے خود اپنے وسائل سے پُورے کیئے۔

ساداتِ کرام کو کنونشن کی اِطلاع اور اس میں شمولیّت کی دعوت دینے کے لیے باقاعدہ دعوت نامے جاری کیئے گئے تھے لیکن جن کے نام و پتے جمعیّتِ سادات کے علم میں نہیں تھے اُنھیں آگاہ کرنے کے لیے روزنامہ مشرق پشاور اور پندرہ روزہ الحسن پشاور میں مسلسل اشتہارات دیئے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ ساداتِ کرام تک جمعیّتِ سادات کا پیغام پہنچ سکے نیز پشاور شہر کے مختلف چوراہوں اور نمایاں مقامات پر بینرز بھی آویزاں کیئے گئے تھے۔

اس کنونشن کو کامیاب کرنے کے لیے جمعیّتِ سادات کے ہر رکن نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا مگر مرکزی کنونیئر سیّد لیاقت علی شاہ، سیّد شبیر احمد شاہ بخاری، سیّد پیر تنویر الحسن گیلانی، سیّد ظفر علی شاہ صاحب، سیّد قمر عباس اور سیّد تاج میر شاہ میجر ریٹائرڈ سیّد سلطان حسین شاہ صاحب، سیّد مصطفےٰ شاہ، سیّد مکرم علی شاہ گیلانی اور سیّد غلام السیدین صاحب قادری گیلانی (ممبرانِ مجلسِ شوریٰ) نے ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں خصوصاً مؤخر الذکر نے تو شبانہ وروز محنت کرتے ہوئے کارڈز و بینرز اور بیجز کی تیاری و تقسیم اور لوازماتِ خورد و نوش اور دیگر انتظامات کی نگرانی خود بنفسِ نفیس فرمائی۔ نیز ان حضرات کی محنت کے علاوہ اس کی کامیابی سرپرستِ اعلیٰ کی دعاؤں، نظرِ کرم اور فیضان کا صدقہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔

باورچی کے فرائض حسبِ سابق جناب محمّد اقبال صاحب قادری نے انجام دیئے جناب فدا محمد صاحب قادری بھی اپنی ٹیم کے ہمراہ ان کے ساتھ موجود تھے۔ ان لوگوں نے ۲ نومبر کو ہی نشتر ہال کے احاطے میں اپنا کیمپ لگا رکھا تھا۔

یہ عظیم الشان کنونشن جمعیّتِ سادات کی تاریخ میں سنگِ میل اور دور رس اثرات کا حامل ثابت ہوگا (انشاء اللہ) فوری طور پر بھی اس کے بے پناہ فوائد حاصل ہوئے ہیں کہ اس کے ذریعے سے مختصر وقت میں جمعیّتِ سادات کا پیغام پاکستان اور باہر کی دنیا تک پہنچ گیا، پاکستان کے چاروں صوبوں، آزاد کشمیر، عراق، ایران اور افغانستان میں بسنے والے مختلف اللباس، مختلف اللسان اور مختلف الخیال سادات کرام کو آپس میں ملنے اور ایک دوسرے کے افکار و خیالات سے مستفید ہونے کا موقع ملا جس سے ان کی ذہنی و علمی تربیت کے علاوہ اتحاد و یکجہتی کے مظاہرے سے اُمّتِ مرحومہ کے اتحاد و اتفاق کے لیے ایک نمونہ سامنے آیا اور اس سے اتحادِ بین المسلمین کی راہیں ... ہوں گی، اس لیے مستقبل میں بھی سالانہ کنونشن کی روایت برقرار رکھی جائے۔

گذشتہ سے پیوستہ

ایڈز

ڈاکٹر محمد انعام قادری سنہری
مسجد روڈ پشاور صدر

ایڈز کے علامات :- ایڈز کے جراثیم تقریباً نوّے فیصد مریضوں میں پھیپھڑے دماغ اور جلد پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ خون کے سفید جثیمے اور گلٹیاں بھی اس کے اثر سے نہیں بچ سکتے۔

ایڈز کے جراثیم (وائرس) ایک بار جسم میں داخل ہو جائیں تو فوراً کچھ علامات دے سکتے ہیں یا پھر کئی سال تک پوشیدہ رہ سکتے ہیں بعض لوگوں کے خیال میں ۱۵/۱۰ سال تک ۔۔۔ شروع شروع میں وزن کم ہونا (دس فیصد تک) بخار اور پسینہ آنا۔ ناک بند ہونا۔ بار بار زکام ہونا۔ گلہ خراب ہونا۔ خوراک نہ کر سکنا۔ بھوک نہ لگنا منہ پکنا۔ زبان پر بال نما سفید جھلی بننا مسوڑے اور دانتوں کے گرد ورم ہونا۔ کھانسی ہونا۔ سانس اکھڑنا۔ دست ہونا۔ ذہنی حالت تبدیل ہونا۔ موڈ خراب رہنا ڈپریشن کا شکار رہنا۔ چھوٹے بڑے سائز کی گلٹیاں پیدا ہونا۔ ہاتھ پاؤں کا سُن ہونا جسم کمزور ہونا۔ جلد خشک ہونا۔ جسم پر دلنے یا پھوڑے پیدا ہونا۔ ناخن کا رنگ اور شکل تبدیل ہونا عام ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان میں سے کچھ یا سب علامات کسی بھی عام بیماری میں پائی جا سکتی ہے۔ لہٰذا ایڈز کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان میں بیشتر یا سب علامات ہوں اور مریض یہ اعتراف کرے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے۔ بہ ظاہر مریض دیکھنے میں ٹھیک ٹھاک ہوتا ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

تو دکھائے مجھے ماتھے پہ تقدس کے نشاں
میں ترے دل میں نحوست کے سمندر دیکھوں

جن دوسری عام بیماریوں میں یہ علامات ہو سکتے ہیں ان میں کینسر۔ ٹی بی دل کے پردوں یا والو کا سوزش ہونا۔ شراب خوری SYPHILIB - GOUORRLER جگر کا سوزش ہونا یا خراب ہونا۔ گردے خراب ہونا۔ وجود میں معدنیات کی کمی۔

بچوں میں ایڈز :۔ بچوں اور نوزائیدہ میں بھی ایڈز کے وائرس یا بیماری ہو سکتی ہے۔ یہ جراثیم پیدائش کے فوراً بعد خون کے ٹسٹ سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ایڈز کے بیمار بچے عموماً چھوٹے سر والے۔ چوڑا ماتھا۔ پچکا ہوا ناک اور آنکھوں کے درمیان زیادہ فاصلے والے ہوتے ہیں۔ ان بچوں میں منہ کا پکنا۔ دست اور وزن کم ہونا عام ہیں۔

ایڈز عموماً ان بچوں میں عام ہے جو :۔

(۱) وقت سے پہلے پیدا ہو جائیں (۲) ماں اور باپ کے خون میں فرق ہو۔
(۳) خون کی کمی بوتلیں چڑھائی جائیں (۴) وہ والدین جو خود بیمار ہوں۔
(۵) رگ میں انجکشن لگانے والے نشئی والدین۔ (۶) بدکردار ماں باپ۔

یہ بچے جو ایڈز کے مرض کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ پہلے چھ ماہ میں وفات پا جاتے ہیں۔ بعض بچے ۸ سے ۱۰ سال تک زندہ رہتے ہیں۔ پیدائش سے پہلے ماں کے رحم سے اگر خون ٹسٹ کیا جائے تو آنے والے بچے کے بارے میں معلومات ہو سکتے ہیں کہ آنے والا بچہ ایڈز زدہ ہوگا یا نہیں۔

ایڈز کی تشخیص :۔ ایڈز کے جراثیم جسم کے باہر بہت کم عرصے کے لیے

زندہ رہ سکتے ہیں۔ ایڈز کے وائرس۔خون۔ تھوک۔ آنسو۔ منی۔ پیشاب۔ دودھ
اور رحمِ مادہ کے مواد سے ایک سے دوسرے کو منتقل ہو سکتے ہیں۔ خون اور
منی میں سب سے زیادہ جراثیم کی تعداد پائی جاتی ہیں۔ چونکہ وائرس کا خون میں معلوم
کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور اگر معلوم بھی ہو جائے تو ضروری نہیں ہے
کہ یہ ایڈز کی بیماری کی نشاندھی کرے کیونکہ بعض اوقات ایڈز کے جراثیم نہ
ہونے کے باوجود ٹسٹ مثبت (POSITIVE) ہو سکتا ہے جو کہ مریض
کے لیے بڑی پریشان کُن بات ہے۔ ٹسٹوں کی بنیاد پر تین قسم کے مریض دیکھنے
میں آتے ہیں۔ (۱) وہ مریض جن کے خون میں ایڈز کے جراثیم نہیں ہیں نیگیٹو
(۲) وہ مریض جن کے خون میں ایڈز کے جراثیم موجود ہیں۔ (پازیٹو)
(۳) وہ مریض جن میں جراثیم بھی موجود ہیں اور علامات بھی ہیں ایسے مریض ایڈز
زدہ ہیں ـــــ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بدکرداری کے چھ ماہ تک خون
کا ٹسٹ منفی (نیگیٹو) ہو سکتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے مریضوں کا
ٹسٹ ہر چھ ماہ بعد دوبارہ کیا جائے۔

آج کل جو ٹسٹ کیے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) ELISA (۲) WESTERN BLOT (۳) LATEX

اقوامِ متحدہ کے مطابق اگر کسی ایک طریقے سے ٹسٹ پازیٹو ہو تو دوسرے سے
کرنا ضروری ہے۔

نئی تحقیقات:۔ وہ جراثیم جو کہ انسان کے لئے خطرناک ہیں کا توڑ یا علاج
بھی چاہیے سائنس دان اس وقت تحقیق میں مصروف ہیں۔

• پہلی قسم کی تحقیق کے مطابق انسانی جسم سے جراثیم بندر یا کسی اور حیوان میں منتقل کیئے جاتے ہیں اور پھر اس کے مقابلے کے لیے جو جراثیم پیدا ہوتے ہیں واپس انسانی جسم میں منتقل کیئے جاتے ہیں تاکہ وہاں موجود وائرس کا مقابلہ کر سکیں۔

• دوسری تحقیق کے مطابق ایڈز کے جراثیم کی خاص بات اُن میں کولسٹرال کی موجودگی ہے کسی طریقے سے اگر یہ چربی وائرس میں سے نکال لی جائے تو ایڈز کا وائرس مرجاتا ہے۔ تحقیق جاری ہے۔

• تیسرے قسم کی تحقیق کے مطابق قوتِ مدافعت بڑھانے والے جراثیم اگر جسم میں داخل کیئے جائیں تو وائرس کا مقابلہ آسان ہو جاتا ہے۔

• چوتھے قسم کی تحقیق کے مطابق کچھ ایسے ذرّے تیار کیئے گئے ہیں جو کہ جسم کے اندر وائرس زدہ خلیوں کو یا تو مزید خراب ہونے سے بچاتے ہیں یا پھر صحت مند خلیوں کو خراب ہونے سے بچاتے ہیں۔

ان سب کے لئے وقت محنت اور صبر کی ضرورت ہے۔ ایک انکشاف یہ بھی کیا گیا کہ مَردوں کی منی میں یہ وائرس پائے جاتے ہیں جو کہ خون کی شرح کے برابر ہیں۔ آجکل کی ایجاد مصنوعی بچے پیدا کرنا جس میں کہ اپنے مرد یا غیر مرد کی محفوظ کی ہوئی منی عورت کے رحم میں رکھ دی جاتی ہے۔ معلوم یہ ہُوا ہے کہ اس محفوظ شدہ منی سے بھی وائرس، ایک سے دُوسرے کو منتقل ہو سکتے ہیں اور آنے والا بچہ یا ماں دونوں ایڈز کے شکار ہو سکتے ہیں۔ یہ بات قابلِ ذکر و قابلِ غور ہے کہ ہم بستری کی تعداد ایڈز کے مرض کے لیئے ضروری نہیں ہے۔ صرف ایک بار بدکردار مرد یا بدکردار عورت کے ساتھ فطری یا غیر فطری قُربت سے مرض ہو سکتا ہے۔ عُمر رسیدہ لوگوں کی جِلد چونکہ نازک ہوتی ہے لہٰذا مرض ہونے

کا امکان زیادہ ہے۔

احتیاطی تدابیر:۔ صرف اور صرف اپنے جیون ساتھی پر گذارہ کریں "هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ" جہاں تک کوشش ہو خون یا خون کے جُزو نہ استعمال کریں اشد ضرورت کی صورت میں خون کی جانچ پڑتال کر لی جائے اور اپنے قریبی دوست یا رشتہ دار جس کے کردار سے آپ واقف ہوں خون لیں۔ انجکشن کم سے کم لگائیں اور وہ بھی ڈسپوزبل سرنج استعمال کریں اور استعمال کے بعد توڑ کے پھینک دیں۔

زخم لگنے کی صورت میں صاف پانی اور جراثیم کش دوائی سے زخم صاف کریں۔

آپریشن یا زچگی کسی صاف ماحول میں ڈسپوزبل سامان سے کروائیں۔ ڈاڑھی گھر پر مونڈھیں یا بہتر یہ ہے کہ باشرع ہو جائیں۔

خون کا ٹسٹ یا ہسپتال میں کام کرنے والے لوگ مریض کا خون یا فضلہ کو احتیاط سے ہاتھ لگائیں۔ اوزار اُبال کر یا جراثیم کُش ادویات سے صاف کر کے استعمال کریں۔ بعض چیزوں کی صفائی کے لیے ہائیڈروجن پیر آکسائڈ استعمال کی جا سکتی ہے مریض کے کپڑے یا سامان احتیاط سے پھینکیں یا جلا دیں۔

علاج:۔ چونکہ ابھی تک اس مرض کی صحیح وجہ معلوم نہیں۔ وقتی علاج ضروری ہے

- بخار کے لیے بخار کم کرنے والی دوائی۔
- مُنہ پکنے کے لیے دوائی۔
- الٹی یا دل خراب کے دوائی۔
- بُھوک آور دوائی۔
- سینے کا ایکسرے اگر ٹی بی ہو تو اس کا علاج نو سے بارہ ماہ کے لیے۔
- وائرس سے بچاؤ کے لیے علاج۔

(باقی ص۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

گذشتہ سے پیوستہ

ایک نظر غالبؔ پر

تحریر
اکبر خان وسیم

غالبؔ محبوب کی بے وفائی کا ذکر یوں اس انداز میں بھی کرتے ہیں کہ:

ان پری زادوں سے لیں گے خُلد میں ہم انتقام
قُدرتِ حق سے یہی حوریں اگر واں ہو گئیں

میرے خیال سے یہ غالبؔ کا شکوی انداز ہے اور ایک منفرد و عجیب انداز ہے جو کہ قاری کے ذہن پر ایک عجیب کیفیّت طاری کر دیتا ہے اور قاری اپنے آپ کو کسی دُوسری دنیا میں پاتا محسوس کرتا ہے۔ آخیر عُمر میں غالب پر یاسیت کا اثر غالب آگیا تھا۔ میر کے رنگ میں مرزا نے جو غزلیں کہی ہیں وہ اردو ادب میں ایک کارنامہ ہے جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

غالبؔ کی شاعری کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ جہاں اُس میں اور پہلو پائے جاتے ہیں وہاں ظریفانہ پہلو بھی منظرِ عام پر آتا ہے، لکھتے ہیں کہ:

مسجد کے زیرِ سایہ اِک گھر بنالیا ہے ∴ یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خُدا ہے
کیا ہی رضوان سے لڑائی ہوگی ∴ گھر تیرا خُلد میں گر یاد آیا؟

غالبؔ کو فلسفہ و منطق سے بھی خاص مناسبت تھی۔ غالبؔ کے یہاں فلسفہ کا کوئی مربوط نظام نہیں البتہ ان کے اشعار میں اکثر فلسفیانہ مضامین پائے جاتے ہیں انہوں نے منطقی استدلال سے بھی جا بجا کام لیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

فلسفۂ عشق میں تحریر پرداز ہوتے ہیں کہ :

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا ✤ نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

پھر اسی فلسفے کو غم کا انداز دے کر یُوں لکھتے ہیں کہ :

رنج کا خوگر ہُوا انسان تو مٹ جاتا ہے غم
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

غالبؔ نے فلسفیانہ انداز کے ساتھ ساتھ تصوّف کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ دراصل ہر شاعر جب ایک دور میں داخل ہوتا ہے تو یہ انداز اُس پر خود بخود اثر انداز ہوتا ہے اور تصوّف کا رنگ نمایاں نظر آنے لگتا ہے۔ غالبؔ راہِ سلوک کے راہرو تو نہ تھے مگر ابتدائی تربیت زمانہ کے ماحول، بزرگوں کی صُحبت اور پھر خود اپنے ذوقِ مطالعہ نے انہیں تصوّف کا رمز آشنا ضرور بنا دیا تھا۔ اُن کے دماغ میں تصوّف کی چاشنی تھوڑی بہت موجود تھی۔ اپنے تصوّف کے بارے میں وہ یُوں گویا ہوتے ہیں کہ

یہ مسائلِ تصوّف یہ ترا بیان غالبؔ ✤ تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

اِس کی تصدیق مندرجہ ذیل اشعار سے بھی بخوبی ہو جاتی ہے لکھتے ہیں

وا کر دیئے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن ✤ غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا
اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا ✤ جو دوئی کی بُو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا
نہ تھا کچھ تو خُدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خُدا ہوتا ✤ ڈبویا مجھکو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

غالبؔ ایک اعلیٰ حوصلے والے شاعر بھی تھے اور یہ عالی حوصلگی ان کو دوسرے شعراء سے ممتاز بھی کرتی ہے، مثال کے طور پر وہ لکھتے ہیں۔ ؎

اِن آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہُوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر

منظر اِک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے ادھر ہوتا کاش کہ مکاں اپنا

غالبؔ کی شاعری میں رشکیہ انداز بھی پایا جاسکتا ہے۔ رشک غالبؔ کی شاعری کی ایک نہایت ممتاز اور نمایاں خصوصیّت ہے رشک کم و بیش تمام فارسی اور اُردو شعراء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ مگر غالب اس میں بھی دوسروں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ دُوسرے شعراء کا رشک عموماً رقیب تک محدود ہوتا ہے مگر مرزا ہر چیز سے جس کی رسائی محبوب تک ہو رشک کرتے نظر آتے ہیں۔ رقیب سے لیکر بے جان اشیاء تک حتیٰ کہ خود اپنے آپ سے بھی رشک کرتے نظر آتے ہیں۔

غالبؔ اپنی شاعری میں مئے و جام کے تذکرے بھی کرتے ہُوئے نظر آتے ہیں یعنی غالبؔ نے رندانہ انداز کی شاعری بھی کی۔ اس لحاظ سے انہوں نے اپنے عیبوں کو بھی شاعری میں بیان کیا اور کبھی چھُپایا نہیں۔ مگر بقول اُن کے اِس مئے نوشی سے ان کی غرض صرف غم و آلام سے چھٹکارا، خود فراموشی اور بیخودی تھی ـــ اُردو شاعری میں غالبؔ کی "خمریات" کا درجہ بہُت بلند ہے کیونکہ وُہ خود اِس میں غوطہ زن تھے۔ غالب لکھتے ہیں کہ :-

ع میں اور بزم سے یوں تشنہ کام آؤں

گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا

مجھ تک کب اس کی بزم میں آتا تھا جامِ مے

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

گو ہاتھ میں جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے

رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے

غالب کے ہاں جس طرح عارفانہ اور صوفیانہ رنگ پایا جاتا ہے اسی طرح ان کے یہاں اخلاقیات کی تعلیم بھی بڑے دِل پذیر انداز میں ملتی ہے انہوں نے دُنیا کی بے ثباتی اور عیش و عشرت کے وقتی اور فانی ہونے کی جس طرح تصویر کشی کی ہے وہ قابلِ دادو تحسین ہے۔ ع

نہ سُنو، گر بُرا کہے کوئی ؛ نہ کہو، گر بُرا کرے کوئی

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ ؛ عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

المختصر ہم کہہ سکتے ہیں کہ غالبؔ ایک عظیم شاعر ہیں ان کی شاعرانہ عظمت کو سب ہی نے تسلیم کر لیا ہے۔ اردو میں غالباً وہ تنہا شاعر ہیں جن کی شاعری، دل نشین اور دل آویز ہونے کے ساتھ ساتھ خیال انگیز اور فکر انگیز بھی ہے۔ غالبؔ بظاہر معمولی سی بات کہتے ہیں لیکن اس کی تہہ میں انسانی زندگی کی کوئی بڑی ہی اہم حقیقت ہوتی ہے۔ بادی النظر میں وہ کوئی بہت ہی معمولی سا خیال پیش کرتے ہیں لیکن اس کی تہہ میں بھی کوئی بڑا فلسفیانہ نکتہ ہوتا ہے۔ غالب انسان بھی ہیں، شاعر بھی، فنکار بھی اور مفکر بھی، زمانے کے نباض بھی ہیں اور

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیں)